البلاغ القاسمی

اسلام ہمارا پسندیدہ مذہب کیوں؟

مصنف

مولانا احمد حسین قاسمی حفظہ اللہ

PUBLICATIONS

AL IDRAAK — Naved Ahmad

اسلام ہمارا پسندیدہ مذہب کیوں؟ قسط 5

6/22/2026 07:19:00 AM

باسمہ تعالیٰ عز اسمہ

"" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" ""

دلیل7: مذہب اسلام کامل ومکمل دین ہے

محترم قارئین کرام: اللہ رب العزت نےانسانوں کی ہدایت کیلئے لاکھوں انبیاء کرام کو دنیا میں مبعوث فرما یا جن کی کل تعداد کا صحیح علم فقط اللہ تبارک وتعالی ہی کو ہے (تخمینا کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزارکم و بیش انبیاء کرام دنیا میں مبعوث ہوئے)

اصطلاح شرع میں ان جملہ انبیاء کرام میں بعض کو نبی اور رسول دونوں کہا جاتا ہے اور بعض کو صرف نبی کہا جاتا ہے، گویا نبی اور رسول میں عام خاص من وجہ کی نسبت ہے، یعنی جو رسول ہوگا وہ ضرور نبی بھی ہوگا، اور جو نبی ہوگا اس کا رسول ہونا ضروری نہیں، بعض روایات کے مطابق کم و بیش سوا لاکھ انبیاء کرام میں سےکل تین سو پندرہ یا تین سو تیرہ رسول ہوئے باقی انبیاء کرام صرف نبی ہوئے رسول نہیں ہوئے،

نبی اور رسول میں فرق

علماء کرام نے نبی اور رسول میں تین وجوہ سے فرق بیان کیا ہے، (1)جملہ انبیاءکرام میں سے جو بڑے یعنی اولو العزم پیغمبر کہلاتے ہیں، وہ نبی بھی ہیں اور رسول بھی، اور جو ان اولو العزم پیغمبروں کے بالمقابل نسبتاً چھوٹے کہلاتے ہیں وہ فقط نبی ہیں رسول نہیں، (2) جملہ انبیاء کرام میں سے جن انبیاء کرام کو کوئی چھوٹی یا بڑی نئی کتاب اور نئی شریعت ملی ہو، ان کو نبی بھی کہتے ہیں اور رسول بھی، اور جن انبیاء کرام کی طرف صرف وحی آئی ہو کوئی نئی کتاب اور نئی شریعت نہ ملی ہو، بلکہ وہ اپنے اپنے دور اور زمانے میں رسولان سابقین کی کتاب و شریعت کی دعوت و تبلیغ پر مأمور ہو کر مبعوث ہوئے ہوں ان کو صرف نبی کہتے ہیں رسول نہیں، (3) جن انبیاء کرام کو کفر و شرک کے مقابلے میں کفار و مشرکین کی طرف مبعوث کیا گیا ہو ان کو نبی بھی کہتے ہیں اور رسول بھی، جیسے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت مو سی علیہ السلام، حضرت عیسی علیہ

السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، اور نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وغیرھم علیھم الصلوۃ والسلام، اور جن انبیاء کرام کو مومنین ومسلمین کی طرف مبعوث کیا گیا ان اصلاح کے لئے ان کو صرف نبی کہتے ہیں رسول نہیں، مثلا آدم علیہ السلام، شیث علیہ السلام جن کے زمانوں میں کفر وشرک کانام ونشان تک نہیں تھا، جس قدر انسان تھے سب مومن وموحد تھے، یا مثلا حضرت موسی اور حضر ت عیسی علیہما الصلوۃ والسلام کے درمیان انبیاء بنی اسرائیل، کیونکہ بنی اسرائیل مومن اور مسلمان تھے،

اس تفصیل سے معلو م ہوا کہ اس دنیا میں لاکھوں انبیاء کرام تشریف لائے جن میں سیکڑوں رسول ہوئے، اور چھوٹی بڑی سیکڑوں کتابیں اور شریعتیں نازل ہوئیں، ان شرائع انبیاء اور احکام و مسائل میں زمانہ کی ضروریات اور تقاضوں کے لحاظ سے، قوموں کے مزاج اور طبیعتوں کے اعتبار سے منشاء خداو ندی کے مطابق اختلاف بھی رہا، کسی نبی کی شریعت میں کچھ احکام رہے تو دوسرے نبی کی شریعت میں کچھ اور، لیکن دین جس کے بنیادی اصول ہیں توحید، رسالت، آخرت، دین کے ان بنیادی اصولوں میں کسی زمانے میں کسی نبی اور رسول کا یا کسی کتاب اور شریعت کاکوئی اختلاف نہیں ہوا، بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سارے انبیاء کا دین ایک ہی رہا، جسکی ابتداء حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ہوئی" دین اسلام " پھر جیسے جیسے انبیاء کرام آتے رہے دین آگے بڑھتا رہا، اور

بوقت تقاضا بقدر ضرورت بمنشاء الہی تدریجی طور پر اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ نبی آخرالزماں سیدالانبیاء و المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر دین کی تکمیل کر دی گئی اور حجة الوداع کے موقعہ پر اعلان کر دیا گیا" الیوم اکملت لکم دینکم، واتممت علیکم نعمتی، ورضیت لکم الاسلام دینا" آج میں نے تمھارے اس دین کو" جس کی ابتداء آدم علیہ السلام سے ہوئی" مکمل کر دیا اور" دین وایمان کے تئیں" اپنی ان نعمتوں کو" جو ہمارے علم ازلی میں تمھارے لئے مقدر تھیں" تام کر دیا، اور تمھارے واسطے اسلام کو بطور دین کے" قیامت تک کےلئے" پسند کر لیا،،

چنانچہ مذہب اسلام اسی تکمیل دین کے مژدہ جانفزا کے مطابق زندگی کے ہر شعبہ "عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت واخلاقیات" جو کہ اسلام کے اہم اور بنیادی پانچ شعبہ ہیں،جن میں سے کسی ایک کے بغیر اسلام مکمل نہیں ہو سکتا" میں سے ہرایک کے متعلق، انفرادی، اجتماعی، ازدواجی اور سیاسی میدانوں میں! نیز تجارت، زراعت کاروبار، مزدوری، صنعت و حرفت، لین دین، وغیرہ کے گلیاروں میں، جنگ وجہاد، امن وسلامتی،اخوت وبھائی چارہ، رشتے وناطے، جوار و پڑوس، دوست احباب وغیرہ کی جملہ کشاکش میں،سفر و حضر، نششت و برخاست، طعام ومنام غرضیکہ تدبیر منزل سے لیکر سیاست مدنیہ تک، بطن مادر سے لےکر قبر و حشر تک، جزاء وسزاسے لیکر جنت اور دوزخ تک، ایک ایک پل اور ایک ایک سانس کے بارے میں حتیٰ کہ آب دست لینے کے طریقے سے متعلق تک

کامل و مکمل اور کافی و شافی ایسی شاندار رہنمائی کرتا ہے کہ امت مسلمہ مرحومہ علی صاحبھا الصلوۃ و السلام کو دنیاکی کسی قوم وملت یا کسی تہذیب وتمدن کے سامنے زندگی کے کسی موڑ پر گداگری کے لئے درماندہ و محتاج نہیں چھوڑا ہے، بلکہ پوری دنیا اور تا قیام ساعت پوری انسانیت کا زندگی کے ہر گام پر ھادی ورہبر بنا کر سرافتخار بلند کر دیا ہے، جیسا کہ سید نا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک یہودی نے بطور استہزاء کہا کہ تمھارے نبی کیسے ہیں کہ پائخانہ اور پیشاب کا طر یقہ بھی بتاتے ہیں، تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں"الحمد للہ" ہمیں فخر ہے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں ایسا نبی عطاء فرمایا ہے جو ہمیں سب کچھ بتا کر گئے، زندگی کے کسی لمحہ میں ہمیں کسی کامحتاج نہیں چھوڑا "فالحمد للہ علی ذالک والشکر لہ شکرا جزیلا" اسی لئے قرآن کریم نے ہمیں اس بات کی تلقین فرمایا ہے" وقال اننی من المسلمین" دنیا کے سامنے فخر سےکہو (الحمد للہ ثم الحمد للہ) ہم مسلمان ہیں،ہمیں مذہب اسلام پر اور خوداپنے مسلمان ہونے پر ہزارہا ہزار اور کروڑہا کروڑ فخر ہے،

ایسا کامل ومکمل دین دنیا کی کسی قوم کے پاس نہیں، لہذا مذہب اسلام اپنے کمال و تکمیل کےاعتبار سے بھی دنیا کے دیگر تمام ادیان و مذاہب پر فوقیت و برتری رکھتا ہے، اس لئے مذہب اسلام ہی ہمارا پسندیدہ مذہب ہے!!

"" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" ""

دلیل 8 / مذہب اسلام کی فوقیت

ـــباعتبار علم وبرہانـــ

محترم قارئین کرام-انسان کی تمام ترعظمت وفضیلت، بزرگی وبرتری، تفوق وتعلی، اور اشرفیت و مخدومیت کا معیار ومدار علم ہے، اسلئے مذہب اسلام علم اورتحصیل علم کو مقصد زندگی بناکر انسانیت کے سامنے پیش کرتا ہے، چنانچہ تخلیق آدم علیہ السلام پر جب فرشتوں کو اشکال پیش آیا تو خداوند قدوس نے ہم سب کے باپ آدم علیہ السلام کی فضلیت و برتری کا عملی مظاہرہ علم ہی کی روشنی میں فرمایا "وعلم آدم الاسماء کلہا"

اور نزول قرآن مقدس کی ابتداء علم ہی کے بیان سے فرمائی، چنانچہ پہلی وحی کا پہلا لفظ ہے"إقرأ" پڑھئے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کےاہم اور بنیادی مقاصد میں ایک مقصد اللہ رب العزت نے تعلیم کوبیان فرمایا ہے" ویعلمھم الکتاب" اور تاکہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیں،

سفروحضر، جنگ وجدل اورامن وشانتی کی ہر حالت میں تحصیل علم کی نصیحت و وصیت اور تاکید و تلقین کیگئی اور کسی بھی حال میں تعلیم وتعلم سے غفلت ولاپروئی کو ناقابل قبول گردانا گیا، ارشاد ربانی ہے" فلو لا نفر من کل فرقة منھم طائفة لیتفقھو فی الدین و لینذروا قومھم إذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون" اور"ہمیشہ کے لئے" مسلمانوں کو یہ"بھی"نہ چاہئےکہ"جہادکے واسطے" سب کے سب" ہی" نکل کھڑے ہوں" کہ اس میں دوسری اسلامی ضروریات

معطل ہوتی ہیں" سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ انکی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت"جہاد میں "جایا کرے" اور کچھ اپنے وطن میں رہ جایا کریں" تاکہ باقی ماندہ لوگ" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم" کے وقت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم سے" اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کےبعد علماء شہر سے" دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں، اور تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کو" جو کہ جہاد میں گئے ہوئے ہیں"جب کہ وہ ان کے پاس آویں"دین کی باتیں سناکر خداکی نافرمانی سے" ڈراویں تاکہ وہ" ان سے دین کی باتیں سن کر برے کاموں سے" احتیاط رکھیں۔

اھل علم اور علماء کی تعریف و توصیف قرآن مقدس میں بیان کی گئی فرمایا" انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" بیشک اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔" قل ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون" کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو جائیں گے؟

اھل علم اور علماء کے لئے بلندئے درجات کی بشارت بھی قرآن مقدس میں دی گئی، ارشاد والا ہے" یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات" اللہ تبارک وتعالی تم میں سے اھل ایمان اور اھل علم کے درجات کو بلند فرماتے ہیں،

قرآن مقدس ہی کیطرح احادیث نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اندر بھی تحصیل علم کی تاکید وترغیب جا بجا بیان کی گئی، فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے"طلب العلم فر یضة علی کل مسلم" ہر مسلمان مرد وعورت پر علم دین کاحاصل کرنا فرض ہے،

اطلبوا العلم من المھد الی اللحد، علم حاصل کرو ماں کی گود سے لےکر قبرکے پیٹ تک، معلوم ہوا کہ حصول علم کی مدت کی کوئی حد ونہایت نہیں، بلکہ پوری زندگی علم حاصل کرتے رہو،

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من ألف عابد" تنہاء ایک عالم شیطان پر ایک ہزار عابدوں کے بالمقابل بھاری ہے،

ایک روایت میں ارشاد عالی ہے" من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سھل اللہ لہ بہ طریقا الی الجنہ" جو علم کی تلاش وجستجو میں کسی راستے پر چلے اللہ تبارک وتعالی اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں،

ایک روایت میں ارشاد فرمایا علماء کے قلم کی روشنائی شھداء کے خون سے زیادہ قیمتی ہے،

نبی پاک صلی اللہ علیہ و سلم کی دعا کے تعلق سے قرآن مقدس میں ارشاد ربانی ہے"قل رب زدنی علما"اےپیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ یوں دعا کیا کریں اے میرے رب میرے علم کو بڑھا دیجئے،

نیز! دلیل و برھان کے تعلق سے بھی مذہب اسلام سارے ادیان و مذاہب کے بالمقابل کہیں زیادہ مستعد اور چاق و چوبند نظر آتاہے، چنانچہ اسلام اختلافات اور جھگڑے کے وقت بھی علمی دلائل طلب کرتا ہے ارشاد فرمایا "ھاتوا

برھانکم ان کنتم صادقین" اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو لاؤ دلیل پیش کرو، معلوم ہوا کہ اسلام محض آباء و اجداد کی اندھی تقلید کا، یا جاہلانہ رسموں اور رواجوں کی بیجا تائید کا، یا پھر ظاہری شکل وصورت، لباس و پوشاک سے مرعوب ہوکر ان کی بلا دلیل وحجت ہر بات کی تصدیق و تصویب کا ہرگز ہرگز قائل نہیں، بلکہ اسلام اپنی ہر بات علمی دلائل کی روشنی میں پیش کرتا ہے، نیز اپنوں اور غیروں سے اسی بات کا پر زور مطالبہ بھی کرتا ہے،

جب کہ تورات وانجیل اور دیگر ادیان ومذاہب میں نہ تو حصول علم کی اتنی تاکید اور ترغیب ملے گی، اور نہ ہی برھان وحجت کا ایسا پر زور مطالبہ، یہ امتیاز اور خصوصیت محض مذہب اسلام کی ہے، جو کہ اسلام کی دیگر تمام ادیان و مذاہب پر فوقیت و برتری کی واضح دلیل ہے، لہذا مذہب اسلام ہی ہمارا پسندیدہ مذھب ہے،،

"" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" "" ""

دلیل 9 :- مذہب اسلام کی فوقیت

ــــباعتبار عدالت ومساوات عامہــــ

محترم قارئین کرام! مذہب اسلام کے علاوہ دنیا کے دیگر مذاھب و ملل اور اقوام عالم کا اگر جائزہ لیا جائے تو ایک بات تقریبا ہر مذہب اور ہر قوم میں یکساں نظر آئےگی کہ ہرجگہ آپسی بھید بھاو، اونچ نیچ، اور چھوت چھات کسی نا کسی امتیازی شکل میں موجود ہے، چنانچہ کہیں کالے اور گورے کا جھگڑا ہے، اور کہیں ذات پات کا فرق و امتیاز،

کہیں زبان ومکان کی عصبیت کا زہر، تو کہیں اونچ نیچ کی جہالت کا ناسور، کہیں حسب و نسب کی برتری، تو دولت و ثروت کا کبر و غرور،

جیسا کہ ساری دنیا جانتی ہے افریقی اقوام کے مابین کالے اور گورے کی صدیوں پرانی لڑائی ہے، جوکہ آج بھی قائم ہے، اور ماضی میں متعدد مرتبہ جنگ کی بھیانک شکل اختیار کر کے لاکھوں انسانوں کا خوب پی چکی ہے،

ہندوؤں کے یہاں صرف پنڈت ہی مندر میں پوجا پاٹ کرسکتاہے،پنڈت کےعلاوہ کسی دوسری ذات اور برادری سے تعلق رکھنے والا شخص مندر کا پجاری نہیں ہو سکتا، مزید برآں ان میں نچلے طبقےکے لوگ' ہریجن، شودر، چمار، ڈمار، آدیواسی وغیرہ تو مندر میں داخل بھی نہیں ہوسکتے،

دنیا کے تمام ادیان ومذاہب میں مذہب اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو سارے انسانوں کو ایک ماں باپ کی اولاد قرار دیتے ہوئے باہم مواخات ومواسات اور عدل و مساوات کا انتہائی ممتاز و بے مثال نظریہ پیش کرتا ہوے لافضل لعربی علی عجمی، ولا لعجمی علی عربی، ولالابیض علی أسود، ولا لأسود علی ابیض، کا دل نشیں تصور قائم کرتا ہے،

چنانچہ ارشاد ربانی ہے" یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" اے لوگو! ہم نے تم سب کو کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا، اور ہم نے تمہیں مختلف خاندانوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا، تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان

سکو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ با عزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو،

نسل انسانی کا نکتہ آغاز

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ! اس نے تمام انسانوں کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا(حضرت آدم علیہ السلام سے) اور انہیں سے ان کی بیوی صاحبہ حضرت حواء کو پیدا کیا ہے، اور پھر ان دونوں سے نسل انسانی پھیلی،

شعوب: حسب نسب، قبائل وغیرہ سے عام ہے، مثال کے طور پر عرب تو شعوب میں داخل ہیں، پھر قریش، اور غیر قریش، پھر ان کی تقسیم یہ سب قبائل میں داخل ہیں، اور بعض لوگ کہتے ہیں شعوب سے مراد عجمی لوگ، اور قبائل سے مراد عرب جما عتیں ہیں، جیسے کہ بنی اسرائیل کو اسباط کہا گیا ہے،

مقصد اس آیت مبارکہ کا یہ ہے کہ حضرت آدمؑ جو مٹی سے پیدا ہوئے تھے ان کی طرف نسبت سے تو کل جہاں کے آدمی ہم مرتبہ ہیں، اب جوکچھ فضیلت جس کسی کو حاصل ہو گی وہ امر دینی: اطاعت خداوندی اوراتباع نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیوجہ سے ہو گی، یہی راز ہے جو اس آیت کریمہ کو غیبت کی ممانعت، اور ایک دوسرے کی توہین و تذلیل سے روکنے کے بعد لایا گیا، کہ سب لوگ اپنی پیدائشی نسبت کے لحاظ سے بالکل یکساں ہیں، یہ کنبے قبیلے برادریاں اور جماعتیں صرف پہچان کے لئے ہیں، تاکہ جتھا بندی اور ہمدردی قائم رہے، فلاں بن فلاں، فلاں قبیلے والا کہا جاسکے،اور اس طرح ایک دوسرے

کی پہچان آسان ہو جائے، ورنہ بشریت کے اعتبار سے سب قومیں یکساں ہیں،

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں قبیلہ حمیر اپنے حلفیوں کی طرف منسوب ہوتا تھا، اور حجازی عرب اپنےقبیلوں کی طرف اپنی نسبت کیا کرتے تھے،

ترمذی میں ہے! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، نسب کاعلم حاصل کرو تاکہ صلہ رحمی کرسکو، صلہ رحمی سے لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے، تمہارے مال اور تمہاری زندگی میں اللہ برکت دیگا۔ پھر فرمایا حسب نسب اللہ کے ہاں نہیں چلتا، وہاں تو فضیلت، تقویٰ اور پرہیزگاری سے ملتی ہے۔

صحیح بخاری میں ہے، رسول اللہ صلی أللہ تعالیٰ علیہ والہ سلام سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ آپ صلی أللہ علیہ والہ وسلم نےفرمایا: جوسب سے زیادہ پرہیزگار ہو! لوگوں نےکہا ہم یہ عام بات نہیں پوچھتے، فرمایا پھر سب سے زیادہ بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو خود نبی تھے، نبی ذادے تھے، دادا بھی نبی تھے، پردادا تو خلیل اللہ تھے، انہوں نے کہا ہم یہ بھی نہیں پوچھتے، فرمایا پھر عرب کے بارے میں پوچھتے ہو؟ سنو! ان کے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں ممتاز تھے وہی اب اسلام میں بھی پسندیدہ ہیں، جبکہ وہ علم دین کی سمجھ حاصل کرلیں،

صحیح مسلم شریف میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتے، بلکہ تمہارےدلوں اور عملوں کو دیکھتے ہیں،

مسنداحمد میں ہے،کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم نےحضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: خیال رکھ کہ: تو کسی سرخ و سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں رکھتا، ہاں تقویٰ میں بڑھ جا تو فضیلت ہے۔

طبرانی میں ہے کہ: مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں، کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں، مگر تقویٰ کساتھ

مسند بزار میں ہے، تم سب اولاد آدم ہو اور خود حضرت آدم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، لوگو اپنے باپ دادوں کے نام پر فخر کرنے سے باز آؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ریت کے تودوں اور آبی پرندوں سے بھی زیادہ ہلکے ہوجاؤ گے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ: حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ والے دن اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہوکر طواف کیا، اور ارکان کو آپ صلی أللہ علیہ والہ اپنی چھڑی سےچھو لیتےتھے، پھر چونکہ مسجد میں اس کے بٹھانے کو جگہ نہ ملی تو لوگوں نے آپکو ہاتھوں ہاتھ اتارا اور اونٹنی کو بطن مسیل میں لےجاکر بٹھایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نےاپنی اونٹنی پرسوار ہوکر لوگوں کو خطبہ سنایا، جس میں اللہ تعالیٰ کی پوری حمدوثنا بیان کر کے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے اسباب اور جاہلیت کے باپ دادوں پر فخر کرنیکی رسم کواب دور

کردیا ہے، پس انسان دو ہی قسم کےہیں یا تو نیک پرہیزگار، جو اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں، یا بدکار غیر متقی جو اللہ کی نگاہوں میں ذلیل و خوار ہیں، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی، پھر فرمایا : میں اپنی یہ بات کہتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔

مسند احمد میں ہے، کہ تمہارے نسب نامے در اصل کوئی کام دینے والے نہیں، تم سب بالکل برابر کے حضرت آدم علیہ السلام کے لڑکے ہو، کسی کو کسی پر فضیلت نہیں، ہاں فضیلت دین و تقویٰ سے ہے، انسان کو یہی برائی کافی ہے کہ وہ بدگو، بخیل، اور فحش کلام ہو۔

ابن جریر کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حسب نسب کو قیامت کے دن نہیں پوچھیں گے، تم سب میں سے زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔

مسنداحمد میں ہے کہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے بہترکون ہے؟ آپ صلی أللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو سب سے زیادہ مہمان نواز، سب سے زیادہ پرہیزگار، سب سے زیادہ اچھی بات کا حکم دینے والا، سب سے زیادہ بری بات سے روکنے والا، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو،

مسنداحمد میں ہے کہ حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا کی کوئی چیز یاکوئی شخص کبھی بھلا نہیں لگتاتھا سوائے تقوے والے انسان کے، اللہ تمہیں جانتا ہے اور تمہارے کاموں سے بھی خبردار ہے، ہدایت کے لائق جو ہیں انہیں راہ راست دکھاتا ہے، اورجو اس لائق نہیں وہ بے راہ ہو رہے ہیں۔ رحم اور عذاب اس کی مشیت پر موقوف ہیں، فضیلت اس کے ہاتھ میں ہے، جسے چاہےجس پرچاہے بزرگی عطافرمائے، یہ تمام امور اس کے علم اور اس کی خبر پر مبنی ہیں۔

طبرانی میں حضرت عبدالرحمن سے مروی ہے کہ انہوں نے بنو ہاشم میں سے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بہ نسبت اور تمام لوگوں کے بہت زیادہ قریب ہوں، پس فرمایا تیرے سوا میں بھی بہت زیادہ قریب ہوں ان سے بہ نسبت تیرے جو تجھے آپ سے نسبت ہے۔ (مظہر)

بہر حال اس آیت میں ایک جامع تعلیم انسانی مساوات کی ہے کہ کوئی انسان دوسرے کو کمتر یا رذیل نہ سمجھے، اور اپنے نسب اور خاندان، یا مال ودولت وغیرہ کی بناء پر فخر نہ کرے: کیونکہ یہ چیزیں در حقیقت تفاخر کی نہیں ہیں، پھر اس تفاخر سے باہمی منافرت اور عداوت کی بنیاد پڑتی ہے، اس لئے فرمایا کہ: تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہونیکی حیثیت سے بھائی ہیں، اور خاندان اور قبائل یا مال و دولت کے اعتبار سے جو فرق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے وہ تفاخر کیلئے نہیں بلکہ تعارف کے لئے ہے۔

چنانچہ یہ آیت کریمہ فتح مکہ کے موقع پر اس وقت نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا تو قریش مکہ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میرے والد پہلے ہی وفات پاگئے، ان کو یہ روز بد دیکھنا نہیں پڑا، اور حارث بن ہشام نے کہا کہ کیا محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کو اس کالے کوے کے سوا کوئی آدمی نہیں ملا کہ جو مسجد حرام میں اذان دے۔ ابو سفیان بولے کہ میں تو کچھ نہیں کہتا کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ میں کچھ کہونگا تو آسمانوں کا مالک انکو خبر کر دے گا، چنانچہ جبرئیل امین تشریف لائے، اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس تمام گفتگو کی اطلاع دی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم نے ان لوگوں کو بلا کر پوچھا کہ تم نے کیا کہا تھا انہوں نے اقرار کرلیا اسی پر یہ آیت نازل ہوئی جس نے بتلایا کہ فخر وعزت کی چیز درحقیقت ایمان اور تقویٰ ہے جس سے تم لوگ خالی اور حضرت بلال آراستہ ہیں، اس لئے وہ تم سب سے افضل و اشرف ہیں، (معارف القرآن)

حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر طواف فرمایا: تاکہ سب لوگ دیکھ سکیں،طواف سے فارغ ہو کر آپ نے یہ خطبہ دیا۔

الحمد للہ الذی اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ و تکبرھا۔ الناس رجلان بر تقی کریم علی اللہ، و فاجر شقی ھین علی اللہ ثم تلا۔ یٰایھا الناس اِنّا خلقنٰکم_الآیتہ (ترمذی و بغوی)

شکر ہےاللہ کاجس نے فخر جاہلیت کو اور اس کے تکبر کو تم سے دور کردیا، اب تمام انسانوں کی صرف دو قسمیں ہیں، ایک: نیک اور متقی وہ اللہ کے نزدیک شریف اورمحترم ہے، دوسرا: فاجر شقی وہ اللہ کے نزدیک ذلیل وحقیر ہے،اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی جو اوپر مذکور ہے،

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ دنیا کے لوگوں کے نزدیک عزت مال و دولت کا نام ہے اور اللہ کے نزدیک تقویٰ کا؛

نسبی' وطنی' لسانی امتیاز میں اصل حکمت

قرآن کریم نے اس آیت میں واضح کر دیا کہ حق تعالیٰ نے اگرچہ سب انسانوں کو ایک ہی باپ اور ماں سے پیدا کر کے سب کو بھائی بھائی بنا دیا ہے، مگر پھر اس کی تقسیم مختلف قوموں اور قبیلوں میں جو حق تعالیٰ ہی نے فرمائی ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کا تعارف اور شناخت آسان ہو جائے

مثلاًایک نام کےدوشخص ہیں توخاندان کےتفاوت سےان میں امتیاز ہوسکتا ہے،اور اس سےدور اور قریب کے رشتوں کا علم ہو سکتا ہے، اور نسبی قرب وبعد کی مقدار پر ان کے حقوق شرعیہ اداکئے جاتے ہیں۔عصبات کا قرب وبعد معلوم ہوتا ہے جس کی ضرورت تقسیم میراث میں پیش آتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نسبی تفاوت کو تعارف کے لئے استعمال کرو تفاخر کیلئے نہیں، اسلئے نہیں کہ ذات پات، قوم وقبیلہ، یا زبان ومکان اور رنگ ونسل کو بنیاد بناکر تم ایک دوسرے پراپنی فوقیت اور برتری جتاو یا کسی کی تحقیر و تذلیل

کرو، کیونکہ تمھاری فوقیت اور برتری کا مدار ان چیزوں پر نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالی کے یہاں تمھاری کرامت وبزرگی کا مدار تقوی ہے جس کے اندر جتنا تقوی ہو گا اس کا مقام و مرتبہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں اتنا ہی بلند ہوگا، خواہ کسی بھی خاندان اور قبیلے کا ہو، کسی بھی جگہ کا رہنے والا ہو، کسی بھی رنگ ونسل سے تعلق رکھتا ہو اور کوئی بھی زبان بولتا ہو، تمھاری شرافت اور بزرگی کا مدار صرف اور صرف تقوی ہے،

حجة الوداع کے موقع پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری انسانیت کے ساتھ اخوت و بھائی چارہ اور عدل و مساوات کاپیغام دیتےہوئے فرمایا

"یا معشر قریش ان اللہ قد ذھب عنکم نخوة الجاھلیة و تعظیمھا بالآباء: الناس بنی آدم و آدم من تراب"

اےقریش کی جماعت بیشک اللہ تبارک و تعالی نےجاھلیت کے تمھارے سارے غرور اور گھمنڈ کو، اور آبا و اجداد کی جاہلانہ تعظیم کو مٹا دیا ہے، سارے لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں لہذا سارے انسان خاکی ہیں، اور جب سارے انسان خاکی ٹھرے تو پھر محض قوم اور قبیلے کی بنیاد پر ایک خاکی کو دوسرے خاکی پر اپنی بڑائی جتانے کا کوئی حق نہیں،

اسی موقعہ پر دوسرا ارشاد گرامی ہے" لا فضل لعربی علی عجمی و لا لعجمی علی عربی ولالابیض علی اسود و لا لأسود علی ابیض کلکم بنی آدم و آدم من تراب"کسی عربی

کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت نہیں تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہیں،

الغرض: ان آیات و روایات نے جاھلیت کی تمام تر عصبیت، ذات پات، رنگ ونسل، زبان و مکان، خاندان اور قوم و قبیلہ کےامتیازات اور فرق کی ساری جڑوں کو کاٹ کر نیست ونابود کر دیا،

اسلامی عبادات میں مساوات کا رنگ

یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام کی جملہ تعلیمات میں اور خاص طور پر اجتماعی عبادات واعمال" نماز وحج" وغیرہ میں یگانت ویکجہتی، وحدت قوم وملت، اتحاد واتفاق، الفت ومحبت، جذبہ انسانیت کا،اور ظاہری وضع قطع، لباس ومعاش، قیام و قعود وجلوس میں یکسانیت اور مساوات کا بے مثال رنگ نظر آتا ہے، چنانچہ نماز کا اجتماعی رنگ بقول علامہ اقبال شہرہ آفاق ہے،،

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز

نہ کو ئی بندہ رہا اور نہ کو ئی بندہ نواز

نماز سے باہر کوئی کچھ بھی ہو مگر نماز کی صف میں کھڑے ہوگئے تو اب نہ حاکم نہ محکوم، نہ کوئی بادشاہ نہ رعایا، نہ کوئی پیر و مرید اور نہ کوئی استاذ وشاگرد، یہاں تک کہ امامت کا مستحق وہ ہوگا جو اعلم بالسنہ ہو خواہ

وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اور وقت کا حاکم و بادشاہ بھی اگر احکام شریعت و سنت کا" استحقاق امامت کی حد تک علم نہ رکھتاہو" تو وہ بھی پیچھے عام مقتدیوں کے ساتھ صف میں ہی کھڑا ہوگا،

اسی طرح حج کا معاملہ ہے، پوری دنیاکے چپہ چپہ سے آنے والے مختلف رنگ ونسل اور مختلف زبان سے تعلق رکھنے والے لاکھوں انسان سب کا لباس ایک، سب کی ندا و پکار ایک، سب کی ادا اور نشست و برخاست ایک ، چنانچہ حج پورا کا پورا مساوات عامہ کا مظہر اتم ہے،

یہ چند آیات و روایات بطور نمونہ ہیں ورنہ قدم قدم پر انسانی مساوات، یکجہتی و بھائی چارہ کے بے مثال سے مذہب اسلام سر تا پا لبریز ہے، اور کوئی بھی انسان جسکی عقل وفہم کے اندر ذرا بھی سلامتی ہو گی وہ اس حقیقت سےانکار کی جسارت نہیں کر سکتا کہ مذہب اسلام کے اندر عدل و مساوات کا جو عظیم درس اور مبارک سبق ہے دنیا کے کسی اور دین ومذہب میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں مل سکتا، یہ بھی اسلام کی دیگر تمام ادیان ومذاہب پر فوقیت وبرتری کی ایک واضح دلیل ہے، اس لئے اسلام ہی ہمارا پسندیدہ مذہب ہےفالحمد للہ علی ذالک

اصلاحی مضامین